مقالات

امیر محمد بن اسماعیل صنعانی قسط ۴ توجمہ مولانا سیف الرحمٰن الفلاح

آئینۂ توحید

"تطہیر الاعتقاد عن درن الالحاد" کا اُردو ترجمہ

سوال: اگر آپ یہ کہیں کہ جو اہلِ قبور اور دیگر ایسے لوگوں، جو زندہ فاسق و فاجر اور جاہل ہیں، کے متعلق حسنِ عقیدت رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے، ہم تو صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں، ہم ان کی خاطر نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں نہ حج کرتے ہیں۔ ہم یہ تمام امور اللہ کے لیے کرتے ہیں ؟

جواب:

تو میں کہتا ہوں، یہ عبادت کے مفہوم سے عدمِ واقفیت اور جہالت ہے کیونکہ میں نے جو ذکر کیا ہے، یہ اس پر منحصر نہیں بلکہ اس کی جڑ، بنیاد اور اعتقاد ہے اور وہ ان کے دل میں قائم ہے بلکہ اس کو عقیدہ کہتے ہیں۔ وُہ اس کے لیے ایسے کام کرتے ہیں جو آپ نے کبھی سنے تک نہیں، جو اعتقاد سے متفرع ہوتے ہیں مثلاً ان کا قبروں کے پاس جا کر دُعا کرنا اور صاحبِ قبر کو پکارنا اور اس کا وسیلہ پکڑنا اور اس سے استعانت اور استغاثہ وغیرہ کی درخواست کرنا، ان کے نام کا حلف اور نذر ماننا وغیرہ۔ علماء نے ذکر کیا ہے کہ جو شخص اپنے لباس میں کفار کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو وُہ کافر ہو جاتا ہے اور جو کلمہ۔ کفر بولتا ہے وُہ بھی کافر ہو جاتا ہے، تو اس شخص کا کیا حال ہو گا جو اعتقاداً، عملاً اور قولاً کفار کی مشابہت اختیار کرتا ہے ؟

سوال: اگر کوئی یہ سوال کرے کہ قبروں کے پاس نذریں پوری کرنے اور قربانیاں دینے کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے ؟

جواب: ہر صاحبِ خرد اس بات سے آگاہ ہے کہ انسان کو اپنا مال بہت عزیز ہوتا ہے۔

وُہ اسے حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے خواہ کسی غلط اور ناجائز ذریعے سے ہی کیوں نہ ہو۔ وُہ حصولِ سیم وزر کی خاطر زمین کا چپہ چپہ چھان مارتا ہے تو کوئی شخص اس وقت تک اپنا مال خرچ نہیں کرتا جب تک اسے اس امر کا یقین نہ ہو جائے کہ اس سے اسے نفع حاصل ہو گا یا اس سے کسی نقصان کی تلافی ہو گی۔ تو قبر کی نذر ماننے والا اپنے مال کو قبر پر اس لیے خرچ کرتا ہے تاکہ اس کا کوئی نقصان نہ ہو یا اسے کچھ نفع حاصل ہو اور یہ اعتقاد غلط ہے۔ اگر نذر ماننے والے کو یہ علم ہو کہ جس اعتقاد سے وُہ خرچ کر رہا ہے وُہ غلط ہے تو وُہ ایک درہم بھی خرچ نہ کرے کیونکہ مال و دولت انسان کو بہت عزیز ہوتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"... وَلَا يَسْئَلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ - اِنْ يَّسْئَلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ" (سورہ محمد ۴۷: ۳۶)

"وہ اللہ تم سے تمہارے مال نہیں مانگتا اگر وُہ تم سے مانگے اور اصرار کرے تو تم بخل سے کام لوگے ، اس صورت میں تمہاری بدنیتی اور بخل کو وُہ ظاہر کر دے گا"

تو جو شخص ایسی نذر مانتا ہے اسے یہ بتلانا ضروری ہے کہ تم اپنے مال کو ضائع مت کرو اس کا تمہیں کوئی فائدہ نہ ہو گا اور نہ اس سے کوئی مصیبت دُور ہو گی۔ چنانچہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

" اِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْقَدْرِ شَيْئًا وَاِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَخِيْلِ "

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۹۷ بحوالہ بخاری ومسلم)

"نذر ماننے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا، سوائے اس کے کہ اس طریقے سے بخیل کا مال نکالا جاتا ہے۔"

ایسی نذر کو رد کرنا واجب ہے۔ اسے وصول کرنا حرام ہے کیونکہ اس نے نذر ماننے والے کا مال ناجائز طریقے سے کھایا، اس نے کسی شے کے عوض اسے اس سے حاصل نہیں کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

" لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ " (النساء: ۲۹)

"تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز اور باطل طریقے سے مت کھاؤ۔"

نیز اسی طرح اس نے ناذر کو شرک پر پختہ کیا اور اس کے گندے عقیدے پر قائم رہنے میں اس کی مدد کی اور اس پر راضی ہوا اور شرک کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ" (النساء: ۴۸)

"اللہ تعالیٰ مشرک کو ہرگز نہیں بخشے گا اور باقی گنہگاروں کو جسے چاہے گا معاف فرما دے گا!"

قبر پر نذر وصول کرنے والا کاہن کی مٹھائی اور بدکار عورت کی کمائی کی طرح حرام کھاتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ ناذر کو دھوکا دیتا ہے اور اسے یقین دلاتا ہے کہ ولی اور بزرگ نفع و نقصان پر قادر ہوتا ہے۔

میت پر نذر و نیاز وصول کرنے سے زیادہ بُرا کام اور کونسا ہو سکتا ہے اور اس سے بڑا فریب اور دھوکا اور کیا ہو سکتا ہے اور بُرائی کو نیکی میں تبدیل کرنے کی اس سے زیادہ تعجب انگیز سازش اور کونسی ہو سکتی ہے؛ اصنام اور اوثان یعنی بتوں کی نذریں ایسے ہی طریقہ پر ہُوا کرتی تھیں۔ نذر ماننے والا یہ سمجھتا تھا کہ یہ صنم نفع و نقصان پہنچانے پر قادر ہے۔ اس لیے اس کے نام پر اپنے مال سے قربانیاں دیا کرتے تھے۔ زمین میں پیداوار میں ان کا حصہ مقرر کرتے اور بتوں کے مجاوروں کے پاس ان کا حصہ لے کر آتے تھے۔ اور وہ ان سے وصول کرتے تھے اور ان کے ذہن میں اس بات کو پختہ کرتے تھے کہ ان کا یہ عقیدہ حق و صداقت پر مبنی ہے۔ اسی طرح بعض آدمی اپنی قربانیاں لاتے اور بتوں کے پاس ذبح کرتے تھے۔ یہی وہ برائیاں تھیں جن کو ختم کرنے اور مٹانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو مبعوث فرمایا۔

سوال: اگر کوئی یہ کہے کہ بسا اوقات نذر دینے والا اور مال خرچ کرنے والا اس سے نفع حاصل کرتا ہے یا اس کی کوئی تکلیف دُور ہو جاتی ہے؟

جواب:

میں کہتا ہوں کہ بتوں کا بھی یہی حال تھا بلکہ بتوں سے ان کو اس سے زیادہ فائدہ ہوتا تھا۔ بعض بتوں کے پیٹ سے آواز آتی تھی اور انسان کے مخفی راز کی وہ خبریں دیتے تھے۔ اگر یہ دلیل قبروں کی حقانیت کی ہو سکتی ہے تو یہ بتوں کی حقانیت کی دلیل بالا ولیٰ ہو سکتی ہے۔ درحقیقت یہ تو اسلام کے محل کی بنیادیں اکھیڑنے اور بتوں کے نجس پودوں کی آبیاری کے مترادف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ابلیس اور اس کے ہمنوا جن و انسان اللہ کے بندوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ نے ابلیس کو یہ طاقت دے رکھی ہے کہ وہ انسان کے بدن میں داخل ہو کر اس کے دل میں وسوسہ پیدا کرے اور اپنی سونڈ سے اس کے دل کو لقمہ بنائے۔ اسی طرح وہ بتوں کے اندر داخل ہو جاتے ہیں اور لوگوں کے کانوں میں آواز ڈالتے ہیں۔ یہ سب کچھ قبر پرستوں کے عقائد کو پختہ اور محکم کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ اللہ نے ان کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اپنا لاؤ لشکر لے کر بنی آدم پر چڑھائی کریں اور اسے گمراہی کے گڑھے میں پھینکیں اور ان کے مال و اولاد میں حصہ دار بنیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ شیطان اللہ کی کچھ باتیں چوری چھپے سننے کی کوشش کرتا ہے پھر وہ ان باتوں کو کاہنوں کے کانوں میں ڈال دیتا ہے پھر یہ لوگ غیب کی خبریں دینے لگتے ہیں اور شیطان نے جو کچھ انہیں بتلایا ہوتا ہے اس کی بھی خبر دیتے ہیں۔ اس میں اپنی طرف سے کافی جھوٹی باتیں ملا کر لوگوں کو بتلاتے ہیں۔ پھر جنوں کے شیطان انسانوں کے شیطانوں کے پاس آتے ہیں جو قبروں پر مجاور بن کر بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ اور فلاں ولی نے فلاں کام کیا۔ یہ لوگوں کو اس کی تعظیم اور عبادت کی رغبت دیتے ہیں اور اس کی مخالفت اور نافرمانی سے ڈراتے ہیں۔ عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شہروں کے حاکم اور ملکوں کے بادشاہوں کو انہوں نے عزت دی ہوئی ہے۔ وہ نذریں وصول کرنے کے لیے اپنے کارندے مقرر کرتے ہیں۔ بعض اوقات ایسے آدمی کو مقرر کرتے ہیں جن کے متعلق لوگوں کو حسن ظن ہوتا ہے، جیسے کوئی عالم، وعظ و نصیحت کرنے والا، مفتی، شیخ یا صوفی ہو تو ایسی صورت میں ان کا فریب کامیاب رہتا ہے اور اس دجل و فریب سے ابلیس کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

سوال:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کام تو عام شہروں میں ہوتا ہے، پہاڑوں اور جنگلوں میں ہوتا ہے۔ مشرق و مغرب اور جنوب و شمال میں ہوتا ہے بلکہ اسلامی ممالک میں سے کوئی ایسا ملک نہیں جہاں پر پختہ قبریں اور مزار نہ ہوں اور زندہ لوگ ان کے متعلق حسن عقیدت نہ رکھتے ہوں اور ان کی تعظیم نہ کرتے ہوں، لوگ ان کی نذریں مانتے ہیں، ان کا نام لے کر پکارتے ہیں، ان کی قسمیں کھاتے ہیں، ان کی قبروں کے گرد طواف کرتے ہیں، وہاں پر

چراغ روشن کرتے ہیں، قبر کو خوشبو لگاتے ہیں اور اس پر غلاف پہناتے ہیں۔ وہاں پر جس طرح کی عبادت ممکن ہوتی ہے، کرتے ہیں۔ ان کی تعظیم، خشوع و خضوع اور ان کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے سامنے اپنی حاجتیں اور ضروریات پیش کرتے ہیں، بلکہ مسلمانوں کی مسجدوں میں بھی ان کی قبریں ہوتی ہیں یا ان کے قریب ہوتی ہیں یا وہاں پر کوئی مزار ہوتا ہے کہ نمازی نماز کے اوقات میں قبروں پر جاتے ہیں اور وہاں پر ایسے مشرکانہ کام کرتے ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ کسی عاقل کی عقل یہ بات باور نہیں کر سکتی کہ ایک بُرا کام دُنیا کے طول و عرض میں پھیل جاتے لیکن علمائے اسلام جن کا عوام میں اچھا خاصا اثر و رسوخ ہے ان کے لبوں پر مہرِ خاموشی ثبت رہے اور وُہ اس برائی کو روکنے سے خاموش رہیں؟

جواب:

میں کہتا ہوں، اگر آپ انصاف کے طالب ہیں اور اسلاف کی پیروی کرنا چاہتے اور یہ بات سمجھتے ہیں کہ حق وہی ہے جس پر دلیل قائم ہو نہ کہ وُہ جس پر عوام نسل در نسل متفق رہے ہوں تو آپ جان لیں کہ وُہ امور جن کا ہم نے انکار کیا ہے اور جس منار کو ہم گرانا چاہتے ہیں۔ یہ عام لوگوں کے افعال ہیں جن کا اسلام اپنے آباؤ اجداد کی تقلید پر مبنی ہے جو بلا دلیل ہے اور وُہ اچھے بُرے کی تمیز کے بغیر ان کی پیروی کرتے ہیں۔ ان میں ایک پیدا ہوتا ہے وُہ اپنے گاؤں اور شہر کے لوگوں کو دیکھتا ہے جو اسے بچپن میں یہ تلقین کرتے ہیں کہ ان لوگوں کو پکارے جن کے متعلق ان کا حسنِ اعتقاد ہے اور وُہ ان کو دیکھتا ہے کہ وُہ اس کی نذریں مانتے ہیں، اس کی تعظیم کرتے ہیں، اس کی قبر کی طرف سفر کرتے ہیں، اس کی قبر کی مٹی اپنے جسم پر ملتے ہیں، اس کی قبر کا طواف کرتے ہیں۔ پھر جب وہ جوان ہوتا ہے تو اس کے دل میں اس کی عظمت راسخ ہو جاتی ہے اور جن لوگوں کی وُہ تعظیم کرتے ہیں وُہ ان کے نزدیک سب سے بڑا ہوتا ہے چھوٹا بچہ اسی حالت میں نشو و نما پاتا ہے اور بوڑھا اسی عقیدہ پر فوت ہو جاتا ہے، لیکن اسے کوئی بُرا تصور نہیں کرتا۔

بلکہ آپ دیکھیں گے کہ ایک صاحب علم جو اپنے علم و فضل کا دعویٰ کرتا ہے اور قضاء، فتویٰ اور مسندِ تدریس پر فائز ہے یا گورنری یا تعلیم کے عہدہ پر مامور ہے یا حکومت کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہے جس کی لوگ تعظیم کرتے ہیں اور عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، قبروں پر نذریں اور چڑھاوے وصول کرتا ہے اور وہاں پر جو قربانیاں دی جاتی

ہیں انھیں کھاتا ہے اور اسے دینِ اسلام کا حصہ تصور کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ دین کی حقیقت یہی ہے۔ حالانکہ جو شخص کتاب و سنت کا علم رکھتا ہے اور صحابہؓ کے آثار سے واقف ہے اس پر یہ بات مخفی نہیں کہ کسی عالم کا کسی برائی سے سکوت یا اس کا کرنا اس برائی کے جواز کی دلیل ہرگز نہیں۔

ہم آپ کے لیے ایک مثال بیان کرتے ہیں۔ چونگی وصول کرنے کے متعلق سب کو علم ہے کہ یہ کام حرام ہے۔ اس کے باوجود شہروں اور قصبوں میں یہ برائی عام ہو چکی ہے اور لوگ اس سے مانوس ہو چکے ہیں۔ اب اسے کوئی برا نہیں کہتا۔ مکہ معظمہ جو روئے زمین پر سب مقامات سے افضل ہے۔ وہاں پر بھی چنگی وصول کرنے والے بیٹھے ہوتے ہیں جو زائرینِ حرم سے چونگی وصول کرتے ہیں اور بلد الحرام میں بھی یہ برا کام ہوتا ہے۔ حالانکہ وہاں کے باشندوں میں سے کئی جید عالم اور فاضل ہوتے ہیں اور حکام بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ اس برائی سے نہیں روکتے بلکہ اس معاملہ میں سکوت اور خاموشی کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ اس کے خلاف کسی قسم کا فتوائے دینا پسند نہیں کرتے۔ کیا ان کا سکوت اس امر کی دلیل ہو گی کہ یہ کام جائز ہے؟ جسے معمولی سی سوجھ بوجھ ہو گی وہ ایسا ہرگز نہیں کہے گا۔

ہم آپ کے لیے ایک اور مثال بیان کرتے ہیں۔ بیت الحرام روئے زمین پر تمام ٹکڑوں سے افضل ہے۔ تمام علماء کا اس پر اتفاق اور اجماع ہے۔ کسی چرا کسہ بادشاہ نے، جو جاہل اور گمراہ تھا، بیت الحرام میں چار مصلّے بنا دیے جو عبادت کرنے والوں کے لیے تقسیم کر دیے اس سے اس قدر خرابی پیدا ہوئی کہ بس اللہ ہی جانتا ہے۔ مسلمانوں کی عبادات کے لیے خانۂ خدا کئی حصوں میں تقسیم کیا گیا[1] اور ایک دین میں مختلف مذاہب معرضِ وجود میں آئے اور مسلمان مختلف مذاہب میں بٹ گئے۔ اس بری رسم سے شیطان بہت خوش ہوا اور مسلمانوں کا مذاق اڑانے لگا لیکن اس موقعہ پر تمام مسلمان عالم نے خاموشی اختیار کی اور اس برائی کے خلاف کسی نے آواز نہ اٹھائی۔ دنیا کے ہر خطہ سے علماء و فضلاء نے یہ ماجرا اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا مگر کسی نے اُن کو برا کہنے کی جرأت نہ کی۔ کیا ان کی خاموشی اور سکوت اس کے جواز کی دلیل بن سکتا ہے؟ جس کو معمولی سا علم ہو گا وہ ایسی بات کو ہرگز تسلیم نہیں کریگا اسی طرح ان افعال پر جو اہلِ قبور کرتے ہیں، ان کا سکوت جواز کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ (باقی)

---

[1] سلطان عبدالعزیزؒ بن عبدالرحمٰن آلِ سعود مرحوم و مغفور کے عہدِ حکومت سے پہلے مذاہبِ اربعہ کے چار مصلّے تھے اور چار امام تھے اور ہر نماز کے لیے یکے بعد دیگرے چار جماعتیں ہوا کرتی تھیں۔ ایک شافعیوں کا امام تھا دوسرا مالکیوں کا اور تیسرا احناف کا اور چوتھا حنابلہ کا امام تھا۔ [illegible]